غیر مومن کے خیالات، ارادات اور نیات بھی ہو سکتی ہے، اور اس کے اقوال و افعال و معاملات بھی ویسے ہی ہوں جیسے ایک غیر مومن کے ہو سکتے ہیں، تو پھر مسلمان کو نامسلمان پر فوقیت کس بنا پر ہو؟ روح ایمان اور روح تقویٰ نہ ہونے کی صورت میں ایک مسلمان ویسا ہی ایک بشر ہے جیسا ایک نامسلمان ہے۔ اس کے بعد مسلم اور غیر مسلم کا مقابلہ صرف جسمانی طاقت اور مادی وسائل ہی کے اعتبار سے ہوگا، اور اس مقابلہ میں جو طاقتور ہوگا وہ کمزور پر غالب آجائیگا۔

ان دونوں حالتوں کا فرق تاریخ کے صفحات میں اتنا نمایاں ہے کہ ایک نظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یا تو مٹھی بھر مسلمانوں نے بڑی بڑی حکومتوں کے تختے الٹ دیے تھے اور اٹک کے کنارے سے لے کر اٹلانٹک کے سواحل تک اسلام پھیلا دیا تھا۔ یا اب کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں، اور غیر مسلم طاقتوں سے دبے ہوئے ہیں، اور جن آبادیوں میں کروڑوں مسلمان بستے ہیں اور ان کو بستے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں وہاں اب بھی کفر و شرک موجود ہے۔

اس رسالے میں مطبوعات کے عنوان سے عام کتابوں اور رسالوں پر جو مختصر انتقادات شائع ہوتے ہیں وہ درحقیقت ہمارے مقاصد اور حدود سے خارج ہیں، کیونکہ "ترجمان القرآن" کا مقصد محض قرآن مجید کی خدمت ہے۔ لیکن ہم نے ان غیر متعلق انتقادات کیلیے تھوڑی سی جگہ صرف اس وجہ سے مخصوص کردی ہے کہ بعض اصحاب اپنی عنایت سے ہمارے پاس کتابیں اور رسالے بغرض تنقید بھیجدیتے ہیں، اور صحافت کے عمومی آداب کا مقتضیٰ ہے کہ ان پر تنقید کیجائے۔ اپنے مقاصد و حدود سے اس حد تک تجاوز تو غالباً ہمارے لیے جائز ہے۔ لیکن ہماری کسی تنقید کے جواب میں کوئی لمبی چوڑی تحریر آئے تو اس تحریر کو شائع کرنا اور پھر اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے ایک اور لمبی چوڑی تحریر سے رسالے کے صفحات کو بھرنا یقیناً بہت زیادہ تجاوز ہے جس کے لئے جواز کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔

یہ چند جملے اس لیے لکھے جارہے ہیں کہ گذشتہ ماہ شعبان کے پرچہ میں جناب بشارت احمد صاحب جنرل

سکریٹری جماعتہائے احمدیہ دکن کی کتاب "تصدیق احمدیت" پر جو تبصرہ کیا گیا تھا اس کے جواب میں صاحب موصوف نے ایک طویل تحریر ارسال فرمائی ہے، اور اس کی اشاعت کو ہماری "قوتِ اظہار حق" کا گویا امتحان قرار دیا ہے۔ ممکن ہے کہ آیندہ کسی موقع پر دوسرے مؤلفین و مصنفین کی جانب سے بھی ایسی ہی تحریریں آئیں اور اسی طرح ان کی اشاعت کا بھی مطالبہ کیا جائے۔ اسلیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسی تحریریں شائع نہ کرنے کے لئے ایک عام معذرت نامہ شائع کردیں۔

اس سلسلہ میں ایک اصولی بات کی طرف اشارہ کردینا بھی غالباً نامناسب نہ ہوگا۔ ہندوستان میں ایک مدت سے مذہبی مناظرات نے جو رنگ اختیار کر رکھا ہے وہ نہ صرف متانت و سنجیدگی سے عاری ہے، بلکہ اُس مقصد کے بھی منافی ہے جس کے لیے مناظرہ کیا جاتا ہے۔ مناظرہ کا اصل مقصد اپنے مذہب کی صداقت کا اثبات ہے اور یہ صرف دلائل سے ہوسکتا ہے۔ دلائل اگر سنجیدگی کے ساتھ پیش کیے جائیں تو پڑھنے یا سننے والا ٹھنڈے دل سے اُن پر غور کرکے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے لیکن اگر ان کے ساتھ گرمی زبان سختی کلام کا عنصر بھی شامل ہو جائے تو سامعین و ناظرین کے دل و دماغ اُس سکون کے حال نہیں رہتے جو صحیح غور و فکر کیلیے ضروری ہے۔ ایسے مناظرے خواہ کسی مذہب کی طرف سے کیے جائیں ہمارے نزدیک قابل اعتراض ہیں، اور اس مذہب کیلیے بھی نصرت کے موجب نہیں ہوسکتے جس کی تائید انکے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ یہی قاعدہ ہے جس کو ملحوظ رکھکر ہم نے جناب الیاس برنی صاحب کی کتاب "قادیانی مذہب" کی تائید کی، اور جناب بشارت احمد صاحب کی کتاب "تصدیق احمدیت" سے اختلاف کیا۔

جناب بشارت احمد صاحب کو خود اعتراف ہے کہ "بلاشبہ جناب برنی صاحب کی عبارت سلیس و متین ہے" اور "عبارت متانت و تہذیب سے پُر اور قلم قابو میں نظر آتا ہے"۔ دوسری طرف وہ یہ بھی اعتراف فرماتے ہیں کہ "جو شکایت آپ نے اپنی تنقید میں کی ہے وہ شکایت اس سے پہلے خود میری جماعت کے بعض نازک و لطیف احساس رکھنے والے و نیز بعض ..... دیگر احباب بھی کرچکے ہیں"۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے طرز عمل کو صرف اس بنا پر جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ "ہم اقتباسات محولات میں ناجائز تصرف اور صریح تحریف ظاہر کرکے پبلک کو متوجہ کرکے کہتے ہیں کہ برنی صاحب نے محض اپنے من مانے عنوانات کی ترتیب سے وسوسہ پیدا کرنا چاہا ہے ورنہ نہ ہمارے یہ اعتقادات ہیں نہ ہماری کتابوں کے

وہ اقتباسات ہیں جو پیش کیے گئے۔"

مگر ہمارا اعتراض کسی "ناجائز تصرف" اور "صریح تحریف" کے اظہار پر نہ تھا بلکہ اس زبان پر تھا جو اس کے ساتھ استعمال کیگئی ہے۔ ہمارے نزدیک جناب بشارت احمد صاحب کے لیے صحیح طریق جواب یہ تھا کہ اپنی کتابوں سے اپنے مذہب کے اصل اعتقادات پیش کر دیتے اور برنی صاحب نے اگر "ناجائز تصرف" یا "صریح تحریف" سے کام لیا تھا تو اس کو صاف صاف ظاہر کر دیتے۔ مگر جب برنی صاحب نے حملہ متانت و تہذیب سے کیا تھا تو اسکی مدافعت غیر متین اور غیر سنجیدہ طریقے سے کرنا جائز نہ تھا۔ مہذب معترض کا جواب غیر مہذب طریقے سے دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ اس کو بھی خلاف تہذیب طریقوں کی طرف کھینچ لانا چاہتے ہیں اور اپنا مفاد اسی میں دیکھتے ہیں کہ عام ناظرین کو ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا موقع نہ دیں۔ یہ بات تو آپ کے مذہب کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے اور خود آپ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرنے والی ہے۔

جناب بشارت احمد صاحب نے اپنے طرز عمل کی تائید میں قرآن مجید سے بھی استدلال فرمایا ہے لکھتے ہیں کہ:

"مجھے تو ایک نہایت پرانی کتاب کا جس کی ترجمانی کے لیے آپ نے اپنا رسالہ جاری فرمایا ہے صرف ایک چھوٹا سا جملہ یاد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے تصدیق احمدیت میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اسکو کافی طور پر ملحوظ رکھا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ السُّوْٓءَ بِالْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ۔"

لیکن اس پرانی کتاب میں یہ جملہ ہمیں کہیں نہیں ملا۔ اصل آیت یہ ہے:۔ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (۴: ۲۱)۔ اور اسی پرانی کتاب میں بار بار یہ بھی کہا گیا ہے کہ وَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ (۲: ۲۴) وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (۱۶: ۶) قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (۱۷: ۶) اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ (۲۳: ۶) وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (۴۲: ۴)